

از دفتر اخبار الفضل قادیان جسٹریاں نمبر ۱۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُعِشْ أَنْ يُبْعَثَكَ رَبُّكَ

الفضل

تارکاپتہ

الفضل

قادیان

انتظامیہ

Lahore

۹۸۲۲ بخدمت بنیاد شریعت مطبوع صاحب
عمدۃ المصنفین - چھتہ بازار - لاہور

ایڈیٹر علامہ منہی

فی پریچہ

قادیان

مؤرخہ ۲ نومبر ۱۹۲۸ء (۱۰ شنبہ) مرقا ۲۲ محادی اول ۱۳۴۸ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینہ منورہ

مسلمانوں کو ایک نہایت ضروری مشورہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایہ اللہ تعالیٰ کے رکھنے کا زخم کل قریبا مندل ہو چکا تھا لیکن نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جانے اور خطبہ ارشاد نہ لانے کے باعث تکلیف پھر بڑھ گئی۔ اور آج ۳ نومبر حضور نمازوں کے لئے تشریف نہیں لاسکے۔

نہایت پرچ اور افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب سید انگلستان کے والد ماجد مولوی عمر الدین صاحب ۳۱ اکتوبر وفات پا گئے۔ اس سے چند ہی روز قبل خانصاحب موصوف کی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر پہنچ ہو چکی ہے۔ ہمیں اس صدمہ جانکامہ میں خانصاحب موصوف اور آپ کے متسام خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔ مرحوم مقبرہ ہشتی میں دفن ہوئے۔ نیز رسائیدار عذا داد خاں صاحب بوجہ جو کہ ایک نعلی احمدی ہے۔ یکم نومبر عارف دارالصلح ٹھکری میں وفات پا گئے۔ مرحوم کی لاش پندرہ میرداد لالان لائی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ ہشتی میں دفن ہوئے۔

اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہر شہر اور قصبہ میں جلسے کر کے یہ ریزولوشن پاس کئے جائیں کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ سے ہم متفق نہیں ہیں۔ اور ان جلسوں کی رپورٹوں کو گورنمنٹ کے پاس بھی بھیجا جائے۔ کیونکہ تعاون یا عدم تعاون کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ نہرو کمیٹی گورنمنٹ کے حلقوں میں ایک خاص جنبش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے ایک پراثر اور پُر زور آواز نہ اٹھائی تو یقیناً گورنمنٹ بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی خیال کریں گے کہ مسلمان اس رائے سے متفق ہیں اور اگر اس غلط خیال کے ماتحت آئندہ نظام حکومت میں بعض ایسی تبدیلیاں کر دی گئیں جو مسلمانوں کے خلاف ہو تو یقیناً جاری شدہ قوانین میں تبدیلی ہو جائیگی اور اسٹیٹس کا پرانا مسئلہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت میں

نہایت اہمیت
سالانہ
ششماہی
ماہی
ریل
مختار
الفضل

ہندستان کی خبریں

غیسلاک کی خبریں

یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء تک ہندوستان سے ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۶۲ ہزار پونڈ لندن کے انگریزی خزانہ کو بھیجا گیا۔ ایک پونڈ سلاخ تیرہ روپے کا ہوتا ہے۔

مداس ۲۹ اکتوبر۔ بعض سربراہ مفردین جو بغاوت کے جرم سمجھے جاتے ہیں۔ بقول بعض مکرم کو چلے گئے ہیں۔ الابا کے حکام نے حکومت مداس سے درخواست کی ہے۔ کہ ان مجرموں کو مکرم سے خارج کرایا جائے۔ اور وہاں کی حکومت ان کو سرکار کے حوالے کرے۔

کلکتہ ۲۹ اکتوبر۔ سارواڑی اگر دال برادری کی آل انڈیا کانفرنس نے ریزولوشن منظور کئے ہیں۔ جن میں انہوں نے بیواؤں کے ازدواج ثانی کے خلاف احتجاج کیا۔ حکومت ہند اور راجگان ہند سے درخواست کی۔ کہ وہ مرغزادوں کے لئے کافی زمین دیں۔ جن میں مویشی چرسکیں۔ راجگان ہند سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ اپنی ریاستوں سے گائے کی برآمد بند کر دیں۔ اچھوتوں کے ہاتھ سے سس کیا ہوا کھانا خلاف دھرم قرار دیا۔

بائیں شانہ پر اور سر پر ڈنڈے لگے۔ رائے زادہ ہنسراج کو بھی ڈنڈے لگے۔ اور انگلیوں سے خون بہنے لگا۔ پینڈت کے ستنام کا بازو زخمی ہو گیا۔ پینڈت چمپا رام کا بازو ٹوٹ گیا۔ مولوی ظفر علی خاں۔ سردار سنگھ سنگھ داؤد غزنوی۔ ڈاکٹر عالم۔ سردار سردول سنگھ۔ مشر سریندر ناتھ ساہنی مشر تزدیدی۔ خواجہ فلام محمد اور متعدد صاحبان کو ضربیں لگیں۔ زیادہ تر جو میں رہنماؤں اور ترقی کارکنوں کو لگیں۔ کیونکہ وہ پہلی صف میں تھے۔

لاہور ۳۱ اکتوبر۔ آج ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں سید اسمعیل حسین اسٹنٹ انجیر کے بارہ سالہ لڑکے صادق حسین کے سفاکانہ قتل کے سلسلہ میں جلال اور اسد زناظران کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۱۱ تعزیرات ہند کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا۔ نورا جلال اور اشرفہ ماکو پھانسی کی سزا دی گئی۔ ملازمان کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ اپیل ایک ہفتہ کے اندر داخل کر دیں۔ غلام رسول گواہ سلطانی رہا کر دیا گیا۔

پنادر۔ ۲۹ اکتوبر۔ حکومت انخان نے تمام سرکاری خبروں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک صحیفہ اطلاعات جاری کیا ہے۔

بھیرہ۔ ۳۰ اکتوبر۔ بھیرہ میں ایک عجیب الحقت بچہ پیدا ہوا ہے۔ جس کے منہ پر پیدا ہوتے ہی دائرہ ہی ہے۔ دائرہ ہی سے اس کی شکل عجیب سی نظر آتی ہے۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان منظر ہے۔ کہ بین الاقوامی لیبر کانفرنس کے دو اجلاس ۱۹۳۷ء میں جنیوا میں ہوں گے۔ ان اجلاسوں میں ہندوستان کے آٹھ نمائندے حصہ لیں گے۔

دہلی۔ ۳۱ اکتوبر۔ قونصل جنرل سید قاسم جان دومہ کے سفیر افغانستان مقرر کئے گئے ہیں۔ ۷ نومبر کو آپ بمبئی سے روانہ یورپ ہو جائیں گے۔

حضور نظام دہلی میں ۴ نومبر کو آئیں گے۔ پیرانگہ دہلی ایٹشن پرا تریں گے۔ چونکہ بیگمات اور شہزادیاں بھی ہمراہ ہوں گی۔ اس لئے پلیٹ فام پر قاتلوں کا پردہ ہوگا۔ اور کوئی شخص اندر نہ جا سکا۔ باہر کی شرک پر دونوں طرف جمال شاہی کے متاقی صف بنائے کھڑے ہوں گے۔ جو تمام ہندوستان کے شہروں سے جو جو قوق دہلی میں آ رہے ہیں۔ دہلی کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے بڑے بڑے جگہ جگہ جمع رہے ہوں گے۔ اور دہلی کے ہندو مسلمان گوٹہ والوں کی طرف سے سہری بھول پھول پھول جائیں گے۔ اور شاہ عثمان زندہ باد کے نعرے سب لوگ بلند کریں گے۔ اور شاہی سواری اپنے محل میں چلی جائیگی۔ جو اسی دن دہلی میں تیار ہوا ہے۔ پھر اسی دن ۴ نومبر شہزادہ کو تمام دہلی اور بیڑ چاٹکے ہندو مسلمان ریلوے اسٹیشن سے شاہی محل یعنی کوشک حضور نظام کے آس پاس جمع ہوں گے۔ اور بیڑ باجے دہلی کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے سلامی بجائیں گے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام شاہی جہرہ کہ میں سب مشتاقوں کا سلام قبول کریں گے۔

لاہور۔ ۳۰ اکتوبر۔ آج لاہور میں سامن کمیشن کے درود کارڈز تھا۔ کانگریس کمیٹی کئی روز سے کمیشن کے بائیکاٹ کے لئے زبرد پر دیکھتا کر رہی تھی۔ مجوزہ پر ڈرام کے مطابق باغ بیروں موجی دروازہ میں لوگوں کا اجتماع ہونا شروع ہو گیا۔ وقت مقررہ پر جب شروع ہوا۔ موجی دروازہ سے باہر نکل کر جلوس سرکلر ڈوڑ پر ہو گیا۔ گو بیگ سائیں گو بیگ سائیں کے نعرے لگتا اور اٹھ سینتایچا یا شیرا گھر لپٹا فرنگیا تیرا (اس سونے ہونے پنجابی شیراٹھ۔ فرنگیوں نے تیرا گھر لوٹ لیا ہے۔) یا آہن چک پھر فرنگیوں کو تیرا ڈاسے فرنگیوں کو بوری بندھنا اٹھالو بہتے تیرا نے لگاتا ہوا۔ لٹڈے بازار کے راستے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ تھانہ ٹوکھا کی آخری دیوار سے آگے اسٹیشن کے چوک تک کسی نے جلوس کی مزاحمت نہ کی۔ لیکن چوک کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا۔ کہ زبردست عمار دار جھکے اسٹیشن کی طرف آنے والے ہر راستے کے آگے لگا دئے ہیں۔ ان جنگلوں کے اندر پولیس کی زبردست جمعیت تھی۔ عین اس وقت جبکہ جمع پر شور افرود سے اظہار ناراضگی کر رہا تھا۔ ایک انگریز پولیس افسر نے لالچ پور لالچیاں چلائیں۔ اور لالچی کو چوٹیں آئیں۔ ڈاکٹر نے پائل نے جوش وطن پرستی میں بائیں بازو پر ایک ضرب لاکھی کی وصول کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر کو پتی چند آگے بڑھے۔ اور کہا کہ مجھے مار دو ڈاکٹر صاحب کو بھی

دلایت میں مشر ہیٹن نامی ایک انگریز ۶ لاکھ روپے چھوڑ دیا ہے۔ اس نے وصیت کی ہے۔ کہ اس میں سے ۶ لاکھ روپے مشر فیٹ کو دئے جائیں۔ جس نے عیالت کے زمانہ میں متونی اور اس کی متونی بیوی کی خدمت کی تھی۔

پٹن۔ ۲۸ اکتوبر۔ علاقہ فنجو کی جو طیا تھوے پچاس میں جنوب کی جانب واقع ہے۔ آمدہ اطلاع منظر ہے۔ کہ اس علاقہ کے بیس دیہات میں طاعون رونما ہوا ہے جس سے دو ہزار چالیس ضائع ہو چکی ہیں۔

رگبی۔ ۳۰ اکتوبر۔ امریکہ اور دلایت کے مابین لاسکی ٹین کے کاروبار کی کثرت کی وجہ سے رگبی میں مزید مکانات زیر تعمیر ہیں۔ دریں اثنا دلایت کا محکمہ ڈاک آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان کی حکومتوں سے بریں غرض خط و کتابت کر رہا ہے۔ کہ ان جمالیک سے ٹیلیفون کا رشتہ استوار کیا جائے۔ کتا ڈاسے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور ایک سال سے خوب کام کر رہا ہے۔

اٹلانٹا (جارجیا) ۳ اکتوبر۔ ادگل تھاراپ یونیورسٹی (امریکہ) کے ایک ۲۲ سالہ طالب علم نے جو معزز اور دولت مند گھرانہ کا لڑکا ہے۔ تسلیم کیا ہے۔ کہ اس نے محض تھفن طبع کے لئے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو اور اس کے ۸ سالہ مددگار لالہ پلم کو گرفتار کر لیا۔ لندن۔ ۳۰ اکتوبر۔ شہزادی اناسٹاسیا کا دعویٰ ہے کہ وہ مقتول زار کی حقیقی بیٹی ہے۔ وہ ایک سال ہوا امریکہ پر پٹی تھی۔ وہاں کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ وہ سچی ہے۔ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی اس جاگہ کے حصول کے لئے وہ وی دائر کرے جو زار نے غیر جمالیک میں جمیں ہوئی تھی۔

لندن۔ ۳۰ اکتوبر۔ انگلستان پر ایک بہت بڑا ہوائی جہاز اڑ رہا تھا مختلف مقامات سے ٹیلیفون پر اطلاع پہنچی ہے۔ کہ جہاز نہ کوہ کی آواز قاہرہ کے فوجی لاسکی ٹیلیفون پر نہایت اہمیت سے سنی گئی۔ اس سے قبل اتنی دور تک ٹیلیفون کی آواز کبھی سنی نہیں گئی۔ دلایت میں ایک ایسا آلاء ایجاد ہوا ہے۔ جو انسان کی بھینگی آنکھ کو درست کر دیتا ہے۔

لندن۔ ۳۰ اکتوبر۔ امریکہ علاقہ کیلیفورنیا میں ایک عظیم الشان دور بین لگائی جا رہی ہے۔ جس کا شیشہ دو سو فٹ قطر کا ہے۔

برلن۔ ۲۹ اکتوبر۔ کچھ عرصہ پہلے جرمنی سے ایک زیلیں امریکہ کو گیا تھا۔ ۱۵۰ اب واپس آ رہا ہے۔ اس پر چند آدمی ایوار ہیں۔ جنہوں نے ۶-۶ سو پونڈ کر ایہ ادا کیا ہے۔ اس کے کپتان آچ بڑ بڑ لاسکی خبر دی ہے۔ کہ ایک روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اس کو علم ہوا کہ اس میں ایک مشوسالہ لڑکا چوری چھپکے چڑھ آیا ہے۔

برلن۔ ۳۱ اکتوبر۔ کل دو لاکھ بیس ہزار مزدوروں کا دیگر جرمنی کے لوہے کے کارخانوں سے ہڑتال کر کے نکل آئیں گے۔ کیونکہ مالکان کارخانہ نے ان کی تنخواہیں بڑھانے سے انکار کر دیا ہے۔

اغیسا احمدیہ

اعلامات مورغامہ (۱) ایک احمدی نوجوان کے لئے جس نے پٹوارنر کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا ہوا ہے۔ کوئی احمدی بھائی ملازمت کا انتظام کریں۔

(۲) چیک نمبر ۳۵ جنوبی علاقہ سرگودہ میں شہین آباد کی چکی لگانے کی اطلاع درست ہے۔ چاروں طرف بہت سے چک خالی ہیں۔ بہت آمد والی جگہ ہے۔ شہین لگانے کے لئے مکان جگہ دینی چاہئے گی۔ خواہش مند چودھری سولائش نبردوار و سیکریٹری انجمن احمدیہ چیک نمبر ۳۵ جنوبی ڈاک خانہ چیک نمبر ۳۳ علاقہ سرگودہ سے خط و کتابت کریں۔ مقامی حالات کے ماتحت وہاں جانے والے کو اچھی طرح تحقیق و اطمینان کر لینا چاہئے۔ امور عامہ کی اس میں کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

(۳) ایک بوڑھا استاد یا استانی جو اردو لکھا پڑھا سکے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے چیک نمبر ۳۵ علاقہ سرگودہ میں ضرورت ہے۔ کھانے اور مکان کے علاوہ تنخواہ بھی دی جائے گی۔ خواہش مند دفتر امور عامہ قادیان سے خط و کتابت کریں۔ ناظر اور عام قادیان

اعمال میں مباحثہ اور غیر احمدیوں کے درمیان مباحثہ کی تاریخیں مقرر نہیں۔ جس کے لئے مولوی ظہور حسین صاحب مولوی قاضی یہاں پہنچ گئے۔ دفات سراج اور صداقت سراج موعود پر بحث فرمائی تھی۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد شفیع صاحب مناظر تھے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے مخالفت مولوی کے پیش کردہ دلائل کی قرآن کریم سے تردید کی۔ اور آٹھ آیات قرآنی صداقت سراج موعود کے ثبوت میں پیش کیں۔ جن کا جواب فریق مخالفت کوئی نہ دے سکا۔

خاکسار قائم الدین احمدی سیکریٹری انجمن احمدیہ ظفر وال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے **قصور میں درس القرآن** رقم و فضل کے ماتحت حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کو توفیق بخشی اور حضور کے درجہ میں ان راز نامے سرسبتہ قرآنیہ کا علم ملا۔ جن کے ادب و صدقوں سے غلامت پڑے ہوئے تھے۔ ایسا ہی ان اسرار کو دنیا میں سراپا کرنے کے لئے ہم کمزوروں کو اس نے توفیق بخشی۔ اور ہم نے اس درس کو سننے کا انتظام کیا ہے۔ جو اگست ۱۹۳۵ء قادیان میں حضرت حلیفہ سیدہ امینہ نے دیا تھا۔ یہ درس ہفتہ میں دو بار یعنی اتوار اور بدھ کو پور نماز مغرب پہ اگھنٹہ ہوتا ہے۔ مسودات بھی برعایت پردہ تبریک ہوتی ہیں۔ ہر احمدی اپنے ہمراہ ایک غیر احمدی کو لانے کی کوشش فرمادے۔ اور اکثر دوست اس میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔

خاکسار محمد صالح سیکریٹری تعلیم ذمہ داری جماعت احمدیہ تصور ہے۔ الفضل۔ دیگر مقامات کے احباب کو بھی اس مبارک تحریک کی تقلید کرنی چاہئے۔

خال صاحب نشی برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ

اپنی رخصت ختم کر کے اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گئے ہیں۔ حافظ عبد السلام صاحب جو قائم مقام امیر جماعت تھے۔ سیکریٹری تبلیغ اور باو فضل محمد صاحب اسٹنٹ سیکریٹری تبلیغ مقرر ہوئے ہیں۔ ناظر علی میرے بھائی صاحب جن کا نام الدین صاحب ہے عمر تقریباً پانچ سال سے لاپتہ ہیں۔ قادیان سے وہ کراچی کی طرف گئے تھے۔ مگر آج تک باوجود تلاش کے ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ ان کا علیہ حسب ذیل ہے۔ درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ مشہ ڈاڑھی۔ چہرہ ریچھک کے خفیف داغ عمر تقریباً پچاس سال۔ خاموش طبیعت ان کے علم پتہ ہونے کی وجہ سے خاندان کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ اگر ان کی نظر سے یہ سکور گزریں۔ یا کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ ملے۔ تو وہ فرد مطلع فرمائیں۔ نہایت مہربانی ہوگی۔ خاکسار ابوبخش سونی پت۔ محلہ منڈی تری قلعہ۔

تلاش میری لڑکی عمر سیدہ بی بی دعا بے دعا ہے۔ عمارت بخار بیار ہے۔ احباب دعا کے صحت فرمائیں۔ خاکسار رحمت اللہ شاہ۔ قادیان میرے استاد مولوی احمد الدین صاحب ان دنوں دو تین نوعداری مقدمات اور دیگر مشکلات میں مبتلا ہیں۔ جلد احمدی حیا دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

خاکسار محمد حسین قادیان

(۱) میرا لڑکا ایضاً بیٹھار سے بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار جلال الدین احمدی کلینک کپڑا لاہور

(۲) میرا لڑکا ماسی ضیاء الدین عمر ۸ سال تقریباً چھ ماہ سے بیمار اور لاہور ہسپتال میں اس کا آپریشن ہونے والا ہے۔ تمام احمدی بھائی سے درخواست دعا ہے۔ روضہ عین محصل پنڈی چری

(۳) بندہ آج کل سخت مشکلات میں ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ خاکسار محمد اختر علی۔ امرتسر

(۴) مجھے بے کس پرمانہ میں سلسلے ایک مقدمہ وار کر دیا ہے۔ جمیع احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔ محمد فیاض الدین احمد سلطان پور۔ ضلع اعظم گڑھ

(۵) میرے واسطے ایک مریض احمدی کی تفصیلاً صاحبہ سفارش کی ہے۔ جو عنقریب صاحب ڈبھی کشر ہمارا درو اور مال صاحب کے پیش ہوگی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامیابی بختھے۔

خاکسار۔ ابراہیم خاں سیکریٹری انجمن احمدیہ جڑاوالہ

(۶) میں نے محکمہ نرس میں ضابطہ داری کے لئے درخواست دی تھی۔ پندرہ ٹنک ایئر نے انٹرویو کے لئے بلا یا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کام میں کامیابی عطا کرے۔ عاجز حمید اللہ ٹھٹھی

ولادت ۸ جمادی الاول کی درمیانی شب خدا نے اپنے فضل و احبار دل سے بچہ کی درازے عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔ جلال الدین

(۱) ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء میری والدہ محترمہ اس جہان سے رحلت فرمائی۔ ان کی روح کو اللہ تعالیٰ بخشے۔

(۲) ۱۹ اکتوبر میری بیوی اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے والدین سے جا ملیں۔ احباب دعا کے نفرت کریں۔ خاکسار سید فضل الرحمن احمدی سرحدہ ضلع پور

درد

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اہل

اے کہ نیری ذات سے قائم رہے گی شان درد
اے جہان درد و ہنم کہتے ہیں جس کو جان درد
آمرض فرقت احباب کے پہلو میں آ
مرحبا! خوش آمدی!! آوردہ در مان درد
یک بیک گلزار شد آں آتش سوز فراق
بر من شوریدہ سر بارید چوں باران درد
طالبان حریت ہیں جس جگہ جائیں وہیں
چپے چپے پر بنا لیتے ہیں ہم زندان درد
داستان مفتوحاں سنی ہو۔ تو آویس سال
آگیا وہیں ہمارا رستم داستان درد
بنت کدے سے تا حرم اک تار ہے بانڈھا ہوا
اللہ اللہ کس قدر ہے وسعت دامان درد
مونس من ہدم من در شبستان فراق
اے دل و جان و سر ہم باو ہمہ قربان درد
ان بت تہجی کے پانڈوں میں کہاں مزان عشق
پائے محمود دمن میں پاؤ گے ستان درد

کوئی بے دردان عالم کو میرا پیغام دے
قادیان دارالامان میں تکی ہے اک کان درد
آگ لگ جاتی ہے بن میں بار بار دیکھا گیا
نغمہ رنج شوق ہو۔ جب میل بستان درد
آہ بے در دوں نے پہلے کی نہ قدر اہل درد
اب بڑھے آتے ہیں جب بڑھنے لگی دکان درد
دل میں کچھ ٹھٹھے مری ٹوٹی ہوئی ڈبہ کہیں
رہ گیا دے کے میرے پاس یہ سامان درد
اے ہوس پیشہ جفا کار و تمہیں معلوم کیا؟
میرے ہی دم سے تو ہے آبادیہ کاغان درد
حسن بے پروا نے جھڑکا عیشیہ نا منظور کو
خالی کا خالی رہا پھیل لہوا دامان درد
مرقد بقیہ سید احمد پر چلا باناموں میں
جب کبھی اٹھتا ہے اکھنڈ دین اکھنڈ درد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۸

الفضل

نمبر ۳۶ قادیان دارالامان مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۸ء جلد ۱۶

کونسا مذہب سار ہندوؤں کا ہو سکتا ہے

اسلام یا ہندو ازم

ہندو کیا چاہتے ہیں؟ ان کی ساری سرگرمیوں اور تمام کوششوں کا مقصد کیا ہے؟ وہ کیوں سورجیہ حاصل کرنے میں اپنا ہونو پانی ایک کر رہے ہیں؟ اور کیوں پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہندوستان پر وہ قابض ہو جائیں۔ اور بلا شرکت فیہ ہندوستان پر حکمرانی کریں؟

یہ غرض اور یہ مدعا ان کے ہر انفرادی اور جماعتی فعل سے نمایاں ہے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سمجھنے والے دماغ اسے باسانی معلوم کر سکتے ہیں لیکن اب تو ہندوؤں کا یہ جذبہ اور یہ خواہش اس قدر قوت پکڑ چکی ہے کہ چھوٹ چھوٹ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اور واضح الفاظ میں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ کسی اور مذہب کے انسان کے لئے اس میں رہنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے چنانچہ ہندوؤں کے بہت بڑے اور بارشوخ لیڈر بھائی پرنسندھی کے متعلق اخبار گوڈو گھنٹال ۳۰ نومبر لکھتا ہے۔

”ان کی یہ زبردست خواہش ہے کہ جس طرح پہلے ہندوستان میں صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے۔ اسی طرح آئندہ بھی یہاں کا دھرم ہندو ہو۔ سب کی قوم ہندو ہو۔“
یہ فرد واحد کی خواہش نہیں۔ بلکہ بھائی جی کو ہندوؤں میں جو چوڑھ مال ہے۔ اس کے لحاظ سے کہتا پڑتا ہے۔ کہ یہ کہتے ہوئے وہ ہندوؤں کے بہت بڑے طبقہ کی ترجمانی کا حق داکر رہے ہیں۔

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہندوؤں کی اس خواہش کے پورا ہونے کا جس کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ رفاکرم بدین (صغیر) ہندو سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن باوجود اس کے ہم اس قسم کی خواہش رکھنے اور اس کی تکمیل کی سعی کرنے کی وجہ سے انہیں قابل الزام نہیں سمجھتے۔ کیونکہ زندہ قوم کا حق ہے۔ کہ وہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس مذہب کو وہ درست اور صحیح یقین کرتی ہے۔ اس کا دھرم کو پیر و بنائے۔ اگر ہندو سمجھتے ہیں۔ جس دھرم کے وہ معتقد ہیں۔ وہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہندوستان

کے تمام باشندوں کی قوم ہندو بن سکتی ہے۔ تو ان کے لئے جائز ہے کہ اس کے لئے کوشش کریں۔ لیکن غصہ تو یہ ہے۔ کہ وہ ہندو دھرم جو صدیوں سے نہ صرف دیگر مذاہب کے لوگوں کو جذب کرنے کی عدم تابلیت کا ثبوت پیش کرتا رہا ہے۔ بلکہ جس نے خود ہندو کہلانے والوں کو بھی اس طرح تقسیم کر رکھا ہے۔ کہ وہ آپس میں آگ اور پانی روشنی اور ظلمت۔ غلاظت اور پاکیزگی کی نسبت رکھتے ہیں۔ اس کے ماننے والے تو اس خواہش اور اس ارادہ کو لے کر کھڑے ہو گئے ہیں کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام لوگوں کا دھرم ہندو ہو۔ اور سب کی قوم ہندو ہو۔ لیکن اس مذہب کے ماننے والے جس نے دنیا میں آکر تمام انسانوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دیا۔ اور بحیثیت انسان سب کو مساوی درجہ عطا کیا۔ اس قدر پست ہمت اور پست خیال واقف ہوئے ہیں۔ کہ ان میں سے بسنوں کو کبھی بھولے سے یہ خیال بھی نہیں آیا۔ کہ اپنے ساتھ بسنے والے کو وہ اپنا ہم مذہب بنا سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ اس کے لئے انہوں نے کبھی کوئی کوشش اور سعی کی ہو۔

ہمیں نہیں معلوم۔ وہ کونسا زمانہ تھا۔ جبکہ ہندوستان میں صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے؟ جو لوگ ہندو کہلاتے ہیں۔ وہ ہندوستان میں باہر سے آئے۔ اور انہوں نے ہندوستان کے قدیم باشندوں کو اپنے ساتھ لانے اور اپنے اندر جذب کرنے کی سجانے جو دردناک سلوک ان سے کئے۔ ان کا یہی قدما عادہ اس بیان میں کیا گیا ہے۔

جو قدیم باشندوں نے حال میں سائین کمیشن کو بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ ہم اس نسل سے ہیں۔ جو کج سے پانچ ہزار سال قبل ہندوستان پر حکمران تھی۔ اس کے بعد آریہ آئے۔ انہوں نے وسط ایشیا سے آکر ہمارے بزرگوں کو نہریت دی۔ اور ان سے نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔ بعض کو بچر غلام بنا لیا۔ اور جو غلام نہ بنے۔ وہ جنگلوں میں بھاگ گئے۔ ان آریوں کی اولاد اب ہندو کہلاتی ہے۔ اور قدیم سے انسانیت سوز وحشیانہ سلوک کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری سات کروڑ کی آبادی کی ہستی کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ ہمیں ذاتی جاہلاد تو کیا۔ اپنی زندگی کے تحفظ کا بھی حق حاصل نہیں ہمارا یہ شرسناک حال منو سمرتی کے نام نہاد

اسلئے اصولوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نام نہاد مذہبی کتاب میں یہ حیرت ناک بات لکھی ہے۔ کہ ہم آدھرنی پیدا ہی اس غرض سے ہوئے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی خدمت کریں؟

یہ باتیں بناوٹی نہیں حقیقی ہیں۔ فسانہ نہیں۔ واقعات ہیں اور واقعات بھی وہ ہزار ہا سال سے مسلسل وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستان پر کبھی کوئی وقت ایسا نہیں آیا۔ جب اس میں نہ صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے۔ بلکہ جب سے ہندوؤں نے اس میں قدم رکھا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی کثیر مخلوق کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر حیوانیت سے بھی بتر بنا دیا۔ اور جبکہ پہلے کبھی یہاں سب کا دھرم ہندو نہ ہوا۔ تو اب کس طرح ممکن ہے کہ ہو جائے۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کی کوشش یہی ہے۔ کہ تا ممکن کو ممکن بنائیں۔ اور وہ اس کے لئے مفقود بھریکھتے ہوئے بڑھکے تنگ دھرمی کر رہے ہیں۔

ان کے مقابل میں مسلمان ہیں۔ جن کے تعلق خود ہندوؤں کا بیان ہے۔ کہ وہ نہایت قلیل تعداد میں ہندوستان میں آئے۔ اور ان کی کثیر تعداد خود ہندوستان ہی کے باشندوں کی ہے۔ جو اس وقت۔ اگر وہ تک پہنچتی ہوئی ہے۔ اب ہندو کا مقام ہے۔ جب بہت تھوڑے سے بے سروسامان مسلمان ہندوستان میں آکر کئی کروڑ انسانوں کی جمعیت پیدا کر سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ اب کروڑوں مسلمان اپنے ساتھ دیگر مذاہب کے کروڑوں انسانوں کو اسلام میں داخل نہ کر سکیں۔ مگر بات یہ ہے جن مسلمانوں کے ذریعہ آج ہندوستان میں کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہیں وہ نہایت بلند عینیں۔ بہت سچے ارادے اور کسی سے متعلوب نہ ہونے والی طاقتیں رکھتے تھے۔ اور اسلام کی تعلیم کے پورے پورے عامل تھے۔ اب بھی اگر مسلمان یہ صفات اپنے اندر پیدا کر لیں۔ اور اشاعت اسلام کیلئے عزم مقبلانہ کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ تو اب بھی تھوڑے ہی عرصہ میں دیگر مذاہب کے کثیر التعداد افراد کو اسلام کے جھنڈے تلے لاسکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے سب لوگوں کو مسلمان بنا سکتے ہیں۔

اب جبکہ مولانا شوکت علی صاحب کے سے انسان نے بھی جنہوں نے ایک وقت خلافت کیٹیوں کو تبلیغی انجنوں سے علیحدہ رہنے کی قرارداد محض ہندوؤں کی خاطر پیش کی تھی۔ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے ہی کامیابی ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کو اشاعت اسلام میں پوری کوشش اور سعی سے منہمک ہو جانا چاہیے۔ اگر مسلمان اس بات کی اہمیت کو محسوس کر لیں۔ تو تھوڑے عرصہ میں ہی وہ سیاسی اور ملکی لحاظ سے بھی نہایت زبردست اور پراثر حیثیت حاصل کر سکتے ہیں۔

سکھوں کی خاطر مسلمانوں کی قربانی

مذہب پرور کے خلاف سکھوں کے بہت بڑے بااثر طبقے نے اس زور سے آواز بلند کی ہے۔ کہ ہندوؤں کے مٹا لیاات کے آگے تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اور ہندو اخبارات ان کو نادر حقوق دینے کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے لئے بھی مسلمانوں کو ہی قربانی کا کھربانا جا رہا ہے۔ چنانچہ اخبار پرتاپ ۳۰ اکتوبر لکھتا ہے۔

» جب تک مسلمانوں سے کچھ نشستیں نہ لی جائیں۔ تب تک رکھیں
کو دی نہیں جاسکتیں «

مسلمانوں کے حقوق کو پھیلے ہی جس بے دردی کے ساتھ نہرو پور
میں پانگال کیا گیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے اپنے گرانقدر سلسلہ معنابین میں یہ بات پائیے ثبوت تک پہنچی
دی ہے۔ کہ اگر نہرو پورٹ کی موجودہ شکل کو منظور کر لیا گیا۔ تو نہرو پورٹ
میں مسلمانوں کا وہی انجام ہوگا جو سپین میں ہوا تھا۔ اب سکھوں کی خاطر
مسلمانوں کو اور زیادہ پانگال کرنے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ یہ محض
اس لئے ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت اور زندگیاں بچانے کے لئے
اس اتحاد اور اتفاق سے کام نہیں کرتے۔ جس کی ضرورت ہے۔ اور
اور بعض غداری کر کے مسلمانوں کے مطالبات کو منہ دہن کے ساتھ
بیچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو عقل و فکر سے کام لیکر
اس خطرہ سے محفوظ رہنے کی پوری پوری کوشش کرنا چاہیے۔ جو
ان کے لئے پیدا کیا جا رہا ہے «

اشارا

ایک گذشتہ پرچہ میں مجلس خلافت پنجاب کے «اقرار نامہ کمیٹی»
کی ایک دفعہ کا ذکر کیا گیا تھا جس میں ہر رکن مجلس کا سب سے اہم
فرض یہ قرار دیا گیا تھا۔ «دنیا سے اسلام میں ایک مرکزی خلافت غلطی
کی تاسیس «
اس مقصد اور مدعا میں خلافت کماں تک کامیاب ہوئے۔
اس کا علم تو شاید انہیں بھی نہ ہو۔ البتہ دوسروں کو یہ معلوم ہو رہا ہے
کہ اس اعلان کی اشاعت کے ساتھ ہی نام نہاد خلافت کمیٹیوں کی
تباہی و بربادی کے سامان خود خلافت کو تباہ کر رہے ہیں «

اخبار «زمیندار» خلافت کمیٹیوں کا سب سے بڑا حامی سمجھا جاتا ہے
اس نے خلافت کمیٹیوں کے ارکان سے «مرکزی خلافت غلطی کی تاسیس»
کا اقرار نامہ شائع کیا تھا۔ لیکن اب یہی «مجلس خلافت کے استراو کی
ضرورت» پر پُر زور مضمون شائع کر رہا ہے۔ چنانچہ ۱۶ اکتوبر کے
پرچہ میں لکھتا ہے۔

«ہندوستان میں ادارہ خلافت کا قیام سراسر عیبت ہے اس
کے پاس کوئی کام نہیں۔ لہذا اس جان بلب مرکزی خلافت کمیٹی کا فوراً
تخلیغ قیام از بس ضروری ہے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہے۔ کہ اس کا تسلسل ہماری
قوم کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوگا۔ یہ ایک صاف اور صریح مسئلہ
ہے۔ کہ بے کار انسان ہزار ہا ہزاروں اور بدباختیوں کا مرکز ہوتے ہیں
اور موجودہ حالت میں مرکزی خلافت کمیٹی کی بھی بعینہ یہی حیثیت ہے»

جب مرکزی خلافت کمیٹی کی یہ حیثیت ہے۔ تو وہ بجا کی کمیٹیوں کی
حیثیت اس بلا نہیں ہو سکتی۔ اس سے بدتر ہی ہوگی۔ اور جب مرکزی خلافت
کمیٹی کا تخلیغ ہو جائے گا۔ تو سب سے پہلے اس کی شاخوں کا بھی تخلیغ ہو
جائے گا۔ اور اس طرح خلافت کمیٹیوں سے ملک کو نجات مل جائیگی «

معلوم ہوتا ہے «زمیندار» خلافت کمیٹی کا جنازہ اٹھانے میں پوری
سرگرمی سے کام لے رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔
«جس قدر جلد ہی یہ ادارہ منصفہ شعور سے محو ہو جائے۔ پبلک کے
لئے اسی قدر زیادہ مفید ہے «

خدا کی شان! خلافت کمیٹی جب وجود میں آئی۔ اور سلطان ترکی کی
«خلافت» کو مستحکم کرنا اس نے اپنا فرض بنایا۔ تو اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ
«خلافت ترکی» تو الگ رہی۔ «عیقظہ المسلمین» کلاس سے والے بھی نیت و
نا بود ہو گئے۔ اس کے بعد خلافت کمیٹی کو خود بخود منٹ جانا چاہیے تھا۔
مگر اس نے ایسی باتوں سے دل بہلانا شروع کر دیا۔ جو اس کے حلقہ عمل
سے قطعاً باہر تھیں۔ اور اس طرح برعکس نام نہاد کمیٹی کا فوراً کی مصداق
بن کر دن گزارنے شروع کر دئے۔ اب نہ معلوم کیا خیال آیا کہ «مرکزی
خلافت غلطی کی تاسیس» اپنا مقصد فرار دے لیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا

افغانستان میں بیروں کا انتظام

نہر جیٹی شاہ کابل کو اپنے ملک میں اصلاحات جاری کرنے
پر سب سے بڑی مشکلات اور رکاوٹیں ان لوگوں کی طرف سے
پیش آرہی ہیں۔ جو بیرونی ممالک اور بلاوجہ و بلااستحقاق عوام
کو اپنے پھندے میں پھنسانے ہوئے ہیں۔ ان کی پیدا کردہ مشکلات
پر غالب آنے اور ملک کو شاہ راہ ترقی پر چلانے کا طریق سوائے
اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ بیروں کے بے جا اثر اور رسوخ کو
نائل کیا جائے۔ اور عوام کو ان کے جال سے رها کر لیا جائے۔ اس
کے لئے کئی تو انہیں نافذ کئے جا رہے ہیں۔ حال میں فوجی افسران
کے لئے یہ حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ ان میں سے نہ کوئی خود پیر بنے۔
اور نہ کسی پیر کا مرید کہلائے «

اگر افغانستان کے سر حکومت کے متعلق ناجائز اور ناروا طریق
عمل اختیار نہ کرتے۔ تو شاہ کابل کو ان کے متعلق اس قسم کا حکم
جاری کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ لیکن چونکہ افغانستان کے پیر
کئی بار شاہ وقت کے خلاف بغاوت پھیلانے کا ارتکاب کر چکے
ہیں۔ اس لئے قرین مصلحت یہی ہے کہ ان پر خاص پابندیاں عائد کی
جائیں۔ اور ان کا اقتدار نائل کیا جائے «
خدا تعالیٰ شاہ کابل کو جھوٹے اور بتاؤٹی بیروں کے رسوخ
کو پورے طور پر مٹانے کی توفیق دے۔ اور مملکت کابل کی ترقی کے
سامان ہمایا کر دے۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کھتا ہوں کہ ہندوستان کے علماء
کا وہ طبقہ جس کے دماغوں میں بوسیدہ خیالات بھرے ہوئے ہیں
شاہ کابل کی اصلاحی شجارت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا
اور اس کے نالوں میں مخالفانہ خیالات پیدا کرنے کی کوشش کر
رہا ہے۔ کاش ان کے لئے بھی کوئی امان اللہ خاں یا مصطفیٰ کمال
پاشا پیدا ہو۔ جو ان کے سارے کس بل نکال دے «

کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو مٹانے والے اسی کے ارکان کھڑے ہو گئے۔
اور آج نہیں تو کل یہ ضرور منٹ کر رہے گی «

کراچی کی خبر ہے۔ کہ ایک بدتماش اور بدچلن شخص کو کچھ لوگوں نے
اس لئے قتل کر دیا۔ کہ اس کا ان کی ایک رشتہ دار عزت سے ناجائز
تعلق تھا۔ یہ لوگ خواہ سناج اوقت قانون کے رو سے ذمہ الزام ہی ہو
لیکن کوئی صحیح الدماغ انہیں «بدتماش» نہیں کہے گا۔ بلکہ خدایات عزت
کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی حد تک معذور سمجھیں گے۔ لیکن «دارالعلوم دیوبند»
کے «واحد زحیان» «الانصار» کی انصاف پسندی اور سولویانہ حقیقت
شناسی ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے۔

«معلوم ہوا ہے۔ کہ چھ سات آدمی معذرت کے خاوند
کے واردات قتل میں شریک تھے۔ پولیس نے بدتماشوں کو گرفتار کر کے
مقدمہ کا چالان سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں کر دیا ہے «
«الانصار» کو معلوم ہونا چاہیے۔ پولیس کی گرفت میں آنے والے یا
استثنائے سارے سارے «بدتماش» نہیں ہو سکتے «

معلوم ہوتا ہے۔ پچھلے دنوں «دارالعلوم» کے مساوات کے دوران میں
دیوبندیوں کو پولیس والوں کی خدمات سے استفادہ کا جو موقع میسر
آیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ پولیس کا اس قدر ممنون احسان ہیں۔
کہ جو بھی اور جہاں بھی کوئی پولیس کے پھندے میں پھنسنے۔ اس کے
«بدتماش» ہونے کا قتلے خور «نافذ فرادیتے ہیں «

آج کل بعض اخبارات کے ایڈیٹراپنے دفتر میں بیٹھ کر جن قسم کی
خبریں گھڑتے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ اخبار «پرتاب» «۲۳ اکتوبر» نے پیش کیا
ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے۔ «قادیان کے اخبار فاروق نے حال ہی
میں اپنا سیویاں نمبر نکالا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سیویاں کب
سے ایجاد ہوئیں۔ کہاں بنی ہیں۔ کس طرح بنی ہیں۔ اور ان کے کھانے
سے کیا کیا فائدے ہیں۔ ایک مضمون کسی مقدمہ پر لکھا گیا ہے جو
سیویاں کی مشین کی چوری کے متعلق تھا «

معلوم ہوتا ہے۔ پرتاب نے کہیں سے یہ سُن کر کہ فاروق
نے سیویاں نمبر نکالا ہے۔ اس کی تفصیل اپنے دماغ سے ایجاد کر لی
جو سرتاپا غلط اور جھوٹ ہے۔ اس نمبر میں تو قادیان کے مشین سیویاں
بنانے والے ستر یوں کے متعلق یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ کس تمناش کے
انسان ہیں۔ اور جو لوگ ان کو آگے رکھ کر جماعت احمدیہ پر حملے کر رہے
ہیں۔ وہ کیسے نادان یا لکھنے دھوکہ باز ہیں «

پرتاب نے بھی لکھا ہے۔ «اس سیویاں نمبر والے کے لئے تو
یہی سوزوں ہے۔ کہ وال نمبر «روٹی نمبر» «کلین پاول نمبر» «نیچے چاول نمبر»
«لوہ نمبر» «آلو نمبر» «کچھ نمبر» وغیرہ شائع کر کے دنیا کے خودنی میں انقلاب
پاکرنا چاہے «
مسلمانوں کو اگر «دنیا کے خودنی میں انقلاب پاکر» کرنے کی ضرورت
ہوگی۔ تو وہ سید مطعم لحم کے مولا سے لحم نمبر شائع کرینگے۔ پرتاب نے
جن نمبروں کی تجویز پیش کی ہے۔ وہ کچھ انہیں لوگوں کے لئے سوزوں ہیں

یہ سب باتیں صرف اس لئے لکھی گئی ہیں کہ انہیں صحیح طور پر سمجھا جاسکے اور ان کے خلاف کارروائی کی جاسکے

جناب مولیٰ عبدالرحیم صاحب کے اعزاز میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر

۲۲ اکتوبر صبح نو بجے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے جناب مولیٰ عبدالرحیم صاحب دَرَد کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پیش کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس مجلس میں شمولیت فرمائی جب تقریریں شروع ہوئیں اور سب طلباء کمرہ میں داخل ہوئے۔ تو ان کے لئے جو فرش کیا گیا تھا۔

بچوں سے شفقت

وہ ناکافی ثابت ہوا۔ اس وجہ سے بعض بچوں کو زمین پر بیٹھنا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور میڈیاٹر صاحب سے فرمایا۔ جب تک ان بچوں کے بیٹھنے کے لئے فرش کا انتظام نہ کیا جائے گا میں بھی نہیں بیٹھوں گا۔ فوراً ٹاٹ بھیا کئے گئے۔ اور جب بچے ان پر بیٹھ چکے۔ تو حضور بھی بیٹھ گئے۔

مولیٰ عبدالرحیم صاحب کی طرف سے ایڈریس کا جواب

طلیاء کی طرف سے ایڈریس کے جواب میں جناب دَرَد صاحب نے جو تقریر بزبان انگریزی کی۔ اس میں بچوں کی تربیت کے متعلق ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ کہ بچوں کے نگران یا والدین کو چاہئے۔ کہ انہیں کوئی ایسی **How to** (شوٹی یا سودا) لگا دیں جس میں وہ منہمک رہیں۔ اور اپنے فارغ اوقات میں آوارہ نہ پھریں۔ اس طرح بہت حد تک ان میں برعادات پیدا نہ ہوں گی۔ آپ نے ایک واقعہ بھی بیان کیا جس میں بتایا حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اپنے پڑوسیوں سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ چونکہ انگلستان کا تمدن ایسا ہے۔ کہ ملاقاتوں کے لئے لوگ بہت کم وقت نکال سکتے ہیں۔ اس لئے یہ امر بہت مشکل تھا۔ لیکن اسے خدا کا فضل سمجھنا چاہئے۔ کہ ایک دن پڑوس کے دو بچے جنہیں سٹیپ جمع کرنے کا **How to** (شوٹی یا سودا) تھا۔ میرا پاس بھی اس غرض کے لئے آئے۔ اور میں نے انہیں کے ذریعہ کچھ اور بچوں کو بلوایا۔ اور پھر ان بچوں کی معرفت تمام پڑوسیوں سے نہایت خوشگوار تعلقات قائم ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

جناب دَرَد صاحب کی تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-
ہمارے مبلغین کے آنے یا جانے کے وقت جو ایڈریس دئے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک انہیں جس قدر بھی زیادہ مفید بنایا جاسکے

بنانا چاہئے۔ اور کوشش ہونی چاہئے۔ کہ ان میں وقت ضائع نہ ہو
جب ہم کسی کی دعوت کرتے ہیں۔ یا کسی کے ہاں دعوت کھانے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس وقت علمی یا روحانی حقائق بیان نہیں کرتے۔ بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے امور جو عام دلچسپی کا موجب نہ ہوں۔ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اور یہ بات

انسان کی فطرت

میں ہے۔ کہ بعض اوقات وہ اپنی ذمہ داریوں کو بھلا ناچا ہوتا ہے بلکہ میں کہوں گا۔ کہ انسان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ بعض اوقات ان ذمہ داریوں کو بھلا دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تو منافق ہوں آپ نے فرمایا۔ کیوں۔ اس نے کہا جب میں حضور کی مجلس میں آتا ہوں تو درخت و جنت میرے سامنے ہوتے ہیں۔ اور ان کا نظارہ میری نظروں کے آگے آجاتا ہے۔ لیکن جب میں یہاں سے جاتا ہوں۔ تو یہ نظارہ نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا۔ یہی تو ایمان ہے۔ تا تو اپنی زندگی بھی قائم رکھ سکتے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ بعض اوقات وہ اپنی ذمہ داریوں کو بھلا دے

بعض اوقات

کے الفاظ میں اس لئے زیادہ زور دینا ہوں۔ کہ انسان فطرتاً کو خدا تعالیٰ نے گویا پاک بنایا ہے۔ مگر شائد تربیت کے نقص یا صحبت کی خرابی یا اور کسی وجہ سے کثرت ایسی ہے۔ کہ وہ آسانی سے ان غفلت کے لمحوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جو اسے حقیقی کاموں سے روک دیتے ہیں۔ اس لئے میں بعض کے لفظ پر زور دوں گا۔ کیونکہ انسان پہلے ہی اس کی

حدود سے تجاوز

کر چکا ہے۔ تو بعض لمحوں میں ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ہم ان خیالات کو یا ان کی حدت اور سختی کو کم کر دیں۔ تاہم میں وہ ہمت پیدا ہو جو ذرا کٹھن کی ادائیگی میں عمد ہو۔ عام دعوئوں میں کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ایسے طریق سے گفتگو ہو۔ جس کا استثناء شامل ہونے والوں کو بوجہ معلوم نہ ہو۔ لیکن جن دعوئوں کی غرض یہ ہو۔ کہ کسی کارکن کی خدمت پر

اظہار امتنان

کیا جائے۔ یا جس میں کسی آئندہ ہونے والی خدمت کے لئے امیدوں کا اظہار کیا جائے۔ ان کے متعلق امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ ایسے رنگ میں ہوں۔ کہ ان سے دعوت دینے والے اور دعوت کھانے والے

دونوں کو فائدہ پہنچے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایڈریس دئے جاتے ہیں۔ درند خالی اظہار تشکر تو چاہئے کی سیالی سے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس کے ساتھ ایڈریس اور پھر اس کا جواب ہو۔ تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم یہاں صرف کھانے کے لئے جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ مقصد کچھ اور ہے۔ اور یہ محض ایک ذریعہ ہے۔ پس جب مدعا اس سے بالا ہوگا تو ضروری ہے۔ کہ اسے

بہتر سے بہتر طریق

پر پورا کیا جائے۔ اس لئے ایسی دعوتیں ایسے وقت پر ہونی چاہئیں کہ انسان زیادہ وقت دے سکے۔
اس کے بعد میں نے آج ایک بات کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کوئی اس سے غلط اندازہ نہ لگاسکے میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو سختی سے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ

قومی امور میں سادگی

ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بارہا ہم لوگ مٹی پر بیٹھے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت خلیفۃ الاولیاء رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی سادہ ایسے لوگ بیٹھے رہے ہیں جن کی سلسلہ میں عظمت قائم ہو چکی تھی۔ لیکن میں نے جو بات ناپسند کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی اس علم سے زمین پر بیٹھے۔ کہ ہمارے بعض ساتھی تو فرش پر بیٹھے ہیں۔ اور ہم زمین پر۔ زمین پر بیٹھنا بڑی بات نہیں۔ میں نے یورپ میں دیکھا ہے۔ تہانے کے لئے بڑے بڑے لارڈ اور امرا اپنی بیویوں کے ساتھ ساحل پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کسی کو غلط نہیں ہونی چاہئے۔ یہ زمین پر بیٹھنا نہیں۔ جسے میں نے ناپسند کیا ہے۔ جو چیز بڑی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم ایسا انتظام کریں۔ جس میں ہمارے مد نظر یہ ہو کہ ہم میں سے بعض تو زمین پر بیٹھے۔ اور بعض کسی اور چیز پر۔ ہم اگر اپنی طرف سے پورا انتظام کرتے ہیں۔ اور پھر لوگ زیادہ آجائیں۔ اور وہ زمین پر بیٹھ جاتیں۔ تو کوئی ہرج کی بات نہیں۔ اس سے خیالات

دون اہمیتی

پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ کہ قومی معاملات میں ایسی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔ لیکن اگر یہ سمجھیں۔ کہ ہمارے لئے تجویز یہی یہ کیا گیا ہے۔ کہ ہم زمین پر بیٹھیں۔ تو یہ اختلاف ہے۔ اگر آسانی سے یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ کہ سارے ہی بچوں پر بیٹھیں۔ تو یہ اچھی بات ہے۔ لیکن اگر ہمارے ذہن میں یہ ہو۔ کہ کرسیاں تو ہیں۔ اور ہم ہتیا کر سکتے ہیں۔ پھر بعض کرسیاں دیں اور بعض کو بیچ۔ تو بہت نامناسب بات ہوگی۔ جس حد تک ممکن ہو۔ اگر ہم کوشش کریں۔ اور پھر اگر لوگ زیادہ آجائیں۔ اور کسی کو جگہ نہ مل سکے۔ اور وہ زمین پر بیٹھ جائے تو یہ قربانی ہے۔ لیکن جس چیز کو میں نے ناپسند کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بیچے اس احساس کے ساتھ بیٹھیں۔ کہ ہمارے لئے مد نظر یہی یہ دکھا گیا ہے۔ کہ ہم زمین پر بیٹھیں۔ کام کے لحاظ سے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ اور میری دیرینہ خواہش ہے۔ کہ جہاں جہاں فائدہ بنانے کی تجویز ہے۔ اور جہاں بھرتی ہوتی ہے۔ وہاں اپنے ہاتھ سے بھرتی ڈالیں۔ تاکہ تو سے کام کرنے کی روح ہم میں قائم رہے۔ اور

قومی امور میں اعزاز

کا خیال ہمارے رستہ میں حاصل نہ ہو۔

میں تو نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے مدارس میں جو زبانیں پڑھتی جاتی ہیں۔ ان میں انگریزی نہ دے جائیں۔ نہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ عربی یا انگریزی میں لیکچر نہ ہوں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اگر ایک مفید چیز

کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے۔ تو یہ امر تکلیف دہ ضرور ہے۔ ہماری مجالس عام طور پر

مشترکہ مجالس

ہوتی ہیں جن میں سب قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ پس اس وجہ سے یہ امر قابل انسوس ضرور ہوتا ہے۔ اگر اہم اس چیز کو جس سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ محدود کردے اس کے دائرہ کو تنگ کر دیں

درد صاحب نے اپنی تقریر میں اپنے تجربہ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس میں دو باتیں نہایت لطیف ہیں۔ جن کا سمجھنا دوسروں کے لئے بھی بہت مفید ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور باتیں بھی ہیں جو سبق آموز ہیں۔ لیکن دو تو بہت ہی ضروری ہیں۔ میں نے انہیں ہدایت کی تھی۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ آتے وقت میں نے انہیں کچھ ہدایتیں لکھ کر دی تھیں۔ جن میں خصوصیت سے

ہمسایوں سے تعلقات

قائم کرنے کی تلقین کی تھی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بغیر کوئی مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہمارے مبلغین ہمسایوں سے قطعاً ناواقف تھے۔ اور میرے پوچھنے پر انہوں نے جواب دیا کہ لوگ ملنا پند نہیں کرتے۔ لیکن میں نے انہیں بتایا۔ کہ دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں جس میں کچھ لوگ ایسے نہ مل جائیں جنہیں اس کام کی

کامیابی کا یہ معیار

ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اپنے ارد گرد چند ایسے لوگ جمع کر لے۔ جنہیں مذہبی بخشنے کرنے کا سودا ہو۔ اور ایسے لوگوں کو تلاش کر لینا کوئی کامیابی نہیں سمجھی جا سکتی۔ یہ محض وقت گزارنا ہے۔ ایسے لوگوں کو جمع کر لینے سے کوئی شخص مبلغ کو کامیاب نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر کوئی مبلغ اپنے ہمسایوں سے تعلقات پیدا کرتا ہے۔ تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے صرف مذہبی کام کیا ہے۔

دالوں کیا اپنے ارد گرد جمع کر لیا ہے۔ پس مبلغ کی لیاقت اور قابلیت اسی میں ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں سے تعلقات برطھائے۔ جن کے متعلق یہ خیال بھی نہ ہو۔ کہ انہیں مذہبی امور سے کوئی دلچسپی ہے۔ اور یہی اس کی کامیابی سمجھی جا سکتی ہے۔ دوسرے اس میں یہ ایک خطرناک نقص تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ہمسایہ میں رہے۔ اور اس نے حالات سے لوگ واقف نہ ہوں۔ اور ایک دوسرے سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو وہ لوگ اسے *Mysteries* سمجھتے ہیں۔ ایک انگریز اگر اپنے انگریز ہمسایہ سے ساہا سال تک پردہ میں رہے۔ تو وہ بھی تعارف پیدا نہ کرے۔ تو وہ ایک دوسرے کو مسٹر نہیں سمجھتے۔ اور اسے

قومی گیر سکر

سے تعبیر کریں گے۔ لیکن اگر ایک ہندوستانی اپنے ہمسایہ سے تعلق نہ رکھے۔ تو یہ اس کے قومی گیر سکر پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسے ایک *Mysteries* آدمی سمجھا جائیگا

نہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات جو لوگ ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ وہ صحیح دروازہ پر نہ پہنچنے کے باعث پڑوسیوں سے راستہ دریافت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور وہ پڑوسی جو نہ کہ انہیں *Mysteries* سمجھتے ہیں۔ اس لئے

اگرچہ وہ زبان سے کوئی بات نہ بھی کہیں۔ پھر بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں یا اپنے لہجہ سے ہی مٹنے والے کے دل میں آشوک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور مٹنے والا یہ سمجھتا ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ جسے ہمسایہ چھپاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ مشن میں آنے سے پہلے ہی متعصب ہو جاتے ہیں۔ سید محمد راشد شاہ صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے ایک دفعہ ایک میم سے مشن کے مکان کا راستہ پوچھا۔ وہ کہنے لگی۔ کہ کیا تم وہاں جانا چاہتے ہو۔ اور میری طرف سے ہاں پر اس نے کہا *Yes I can help you*

کوئی میٹل میں نہیں جاتا۔ یہ اس نے محض اس وجہ سے کہا۔ کہ اس غیر قوم کے لوگ رہتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں۔ وہ کون ہیں۔ اور کیسے ہیں۔ تو اس وجہ سے میں نے مبلغین کو ہدایت کی تھی۔ کہ ان کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے۔ کہ وہ ہمسایوں سے تعلقات پیدا کریں

وہ اگر نہ بھی ملیں۔ تو یہ ضرور کوشش کرتے رہیں۔ اور اس کوشش سے بھی اتنا فائدہ ضرور ہوگا۔ کہ اگر وہ ملاقات دہمی کریں گے تو کم از کم *Mysteries* بھی نہیں کہیں گے۔ بلکہ کہیں گے

کہ اس نے تو *Allah* کیا تھا۔ مگر ہم خود ہی نہیں مل سکے۔ اور اس طرح وہ ملاقات کے لئے آئینہ لوں پر برا اثر نہیں ڈال سکیں گے۔ بلکہ اگر شریف ہوں گے۔ تو اخلاق کی تعریف کریں گے۔ اور اس طرح آنے والے کے دل سے تعصب نکل جائیگا۔ اور مبلغ کے کام میں آسانی ہو جائیگی۔ درد صاحب نے وہ طریق بیان کیا ہے۔ کہ کس طرح انہوں نے ہمسایوں پر اثر ڈالا۔ یہ اپنی ذات میں ایک لطیف بھی ہے۔ اور مبلغین اس سے بہت فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

لیکن ایک اور فائدہ جو سکول میں اس سے حاصل کرنا چاہیے۔ وہ یہ ہے۔ کہ درد صاحب نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے۔ کہ جو دل ایک

بند قلع

کی طرح تھے۔ جس میں کسی طریق سے ان کا داخلہ ممکن نظر نہ ہوتا تھا۔ جس کے لئے تمام کوششیں ناکام رہیں۔ جہاں تمام دعوتیں اور دیگر باتیں فضول ثابت ہوئیں۔ ان میں وہ

بچوں کے ذریعہ

داخل ہو گئے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ ماں باپ کے قلوب میں گھر کرنے کا آسان ذریعہ ان کے بچوں پر فتح پانا ہے۔ یہ ایک اتفاق تھا۔ بایوں سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤ کو سنا۔ کہ کچھ بڑے شہیمپ لینے کی خاطر ان کے پاس آگئے۔ لیکن ہے۔ وہ انہیں بنگال کا جادو گر ہی سمجھتے ہوں۔ اور ان کا خیال ہو۔ کہ یہ ہیں اپنے *Magic wand* سے

دور دراز مالک کے شہیمپ منگو ادلیگا۔ اور اس وجہ سے وہ ان کے پاس آگئے۔ پھر درد صاحب نے ان دو بچوں کے ذریعہ ان کے ماں باپ کے قلوب پر فتح پائی۔ تو

سکول کا ابھار ج

جس کے پاس سینکڑوں *Mysteries* (بچے) ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے وہ کتنے لوگوں کے قلوب کو فتح کر سکتے ہیں۔ جب درد صاحب نے دو بچوں کے ذریعہ محمد کے بند دروازوں کو اپنے لئے کھلو لایا۔ اور ایسی قوم کے کئی گھروں کو مسخر کر لیا۔ جو علیحدہ رہنے والی ہے۔ تو جس کے پاس ۵۰۰ دروازے ہوں۔ وہ کتنے گھروں میں داخل ہو سکتا ہے۔ مگر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ کیا ہم ان دروازوں سے ذہنی کام لیتے ہیں۔ کیا ہم ان کے

والدین کے قلوب

کو مسخر کرتے ہیں۔ کیا ہزاروں گھر ایسے نہیں۔ جن میں ہمارے لئے محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور کئی گھر کیا ہمارے لئے ایسی کھل سکتی ہیں۔ جن سے سرد ہوائیں آئیں۔ مگر غلط طریق کے باعث بجائے محبت کے جذبات کے انہیں گھر کیوں سے ہمارے لئے دوزخ کی ٹوٹیں آتی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو ہم ایک بہترین چیز سے بزدلیں کام لے رہے ہیں۔ درد صاحب کا تجربہ ہے کہ والدین کے قلوب فتح کرنے کا ذریعہ بچے ہیں۔ پس اس وجہ سے میں اساتذہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہر بچہ ایک گھر کی ہے۔ جس سے تم اپنے سے

خلوص رکھنے والے دل

ملک میں ہیا کر گئے ہو۔ اس موقع کو ضائع کر کے اگر آپ بجائے محبت کے نفرت کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوں۔ تو یہ ناشکری ہوگی۔ اساتذہ کو چاہیے۔ کہ اس سے سبق حاصل کریں۔ اور بچوں سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بہترین طریق کسی کے دل کو مسخر کرنے کا اس کے بچے سے نیک سلوک ہے۔ ریل میں دیکھو۔ جب کہیں میں حکم نہیں ہوتی۔ اور ہرنے آنے والے کو لوگ داخل ہونے سے روکتی ہیں۔ کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت اگر کسی کے بچے سے ذرا سا بھی پیار کر دیا جائے تو وہ فوراً سکر کر بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دیگا۔ بچوں سے عام ہمدردی نہ ہونے کا ایک خطرناک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ مزاحمتی مشکل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بیہ

نہایت ضروری چیز

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ وہ شخص مامور ہونے کے قابل ہی نہیں۔ جو

سخت سے سخت منرا

دینے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔ تو عام ہمدردی نہ ہونے کے باعث بچوں کو مزاحمتی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ اگر ننانوے بچے ایسے ہوں۔ کہ وہ استاد کو اپنا ہمدرد سمجھتے ہوں۔ تو ایک کو مزاحمتی یہ کہہ کر کہیں گے۔ کہ یہ بغض یا کینہ سے دی گئی ہے۔ لیکن جب عام ہمدردی نہ ہو تو اگر مشریر سے مشریر کو بھی مزاحمتی جائیگی۔ پھر بھی لوگ اٹھیں گے۔ کہ یہ بغض اور کینہ سے دی گئی ہے۔ اور جو قوم

مزاحمتی کی قابلیت

نہیں رکھتی۔ وہ آج نہیں کل ضرور گرے گی۔ مجھے انسوس ہے۔ کہ ابھی اس طرف

درد صاحب کی طرف

یتامی و مساکین کے متعلق قابل توجہ اعلان

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے، ناظر ضیافت کے ماتحت ایک شاخ دارالشیوخ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے قائم کی ہوئی ہے جس کے ذریعہ بیواؤں، یتیموں، مساکین، معذوروں اور غریب بچوں کے طعام و قیام اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اب چونکہ موسم سرما آ گیا ہے۔ اور سب لوگوں نے گرم پارچاٹ اور گرم بستری کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اس لئے دارالشیوخ کے غریب یتیموں اور مسکینوں کو بھی ان اشیاء کی ضرورت ہے۔ گو بہت سے احباب اپنے مستند کپڑے اور بستری کے غریبوں کے لئے عیب کے موقع پر ہمراہ لایا کرتے ہیں۔ مگر عیب نقصت سزا کے گزرنے پر ہوتا ہے۔ اس لئے اصل فائدہ ان کپڑوں کا نہیں پہنچتا۔ جو پہننا چاہئے۔ کیونکہ سردی ماہ اکتوبر کے آخر سے چلنے لگتی ہے۔ اور دو ماہ کے بعد آنے والے موسم کپڑوں کی امید پر دو ماہ گزارنا یتیموں اور مسکینوں کی برداشت سے بڑھ کر ہے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ تمام احمدی احباب اور ان کی مستورات اور بچوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور دارالشیوخ کے غریبوں کے لئے ہر قسم کے کپڑے اور بوٹ اور جوتیاں ارسال فرمائیں۔ خواہ کسی آنے والے کے ہاتھ خواہ بذریعہ بلٹی۔ اور اس خدمت کو اکثر تعلقے کا ایسا فضل اپنے اذپر سمجھیں۔ ہماری احمدی مستورات اپنے بچوں کی طرف دیکھیں۔ اور سوچیں کہ ان کے بچوں کے ہم عمر نازک اور کمزور بچے جو خدا کی کسی حکمت اور مصلحت سے یتیم ہو چکے ہیں۔ بچپن کے محتاج ہیں وہ رات کو بستر کے بغیر اور دن کو کپڑوں کے بغیر بہت تکلیف اٹھاتے ہیں پس وہ ایثار کریں۔ اور جہاں وہ اپنے بچوں کے لئے نئے اور مستعد کپڑے بنا رہے ہیں۔ وہاں ان کے صدقے میں غریب یتیم بچوں کے لئے مستعد کیسے ہی روانہ فرمائیں۔ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کو اس بارہ میں زیادہ زور سے کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

سید محمد اسحق ناظر ضیافت قادیان

کوئی صاحبیتہ تباہی

حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب مرحوم لدھیانوی۔ مبلغ اہلک جو گذشتہ ماہ فروری میں وہیں فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے کس جگہ پر ہیں۔ ان کے غالباً دریا تین صاحبزادے تھے۔ اگر کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو دفتر امور عامہ میں اطلاع بھیجیں۔ اگر یہ اعلان صاحبزادگان مذکورہ کی نظر سے گزرے۔ تو خود ہمیں اپنا پتہ تحریر فرمائیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

کے دائرہ کو تنگ کیا جاسکتا ہے۔ بچوں کو کھدیا جائے۔ کہ تمہیں فلاں بچوں سے ہی کھیل کود کی اجازت ہے۔ ان سے خواہ لڑو۔ جھگڑو۔ مگر ان کے سوا کسی سے تمہیں نئے کی اجازت نہیں۔ اگر یہ نگرانی کی جائے تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اور اس کی زیادہ ضرورت صرف

ایک نسل

تک رہے گی۔ اس کے بعد خود بخود بچوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ دوسری بہترین **مساجد میں لانا** ناز ہے۔ اگر ماں باپ اس امر کا لحاظ رکھیں۔ کہ بچہ نماز میں ضرور حاضر ہو۔ تو اس سے بھی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم نے تو جو کچھ سیکھا۔ مسجدوں میں ہی سیکھا ہے۔ مسجدوں میں جلتے تھے۔ تو ہمارے کان میں یہ آوازیں پڑتی تھیں۔ کہ اسلام پر یہ مصیبت ہے۔ اور اس وجہ سے سب لوگ مل نظر آتے تھے۔ ہم بھی اس نظارہ سے متاثر ہوتے تھے۔ اور اس کا ایک نشان ہمارے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ اور دل میں خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ ہم بھی اسلام کی کوئی خدمت کریں۔ اور اس مصیبت سے اسے نجات دلانے کی کوشش کریں۔ پھر کبھی دیکھتے تھے۔ لوگ نہیں ہے ہیں۔ اور وحوش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ

اسلام کی فتح

ہوئی ہے۔ یا کوئی معجزہ یا نشان ظاہر ہوا ہے۔ اس پر ہمارے دل میں بھی یہ احساس ہوتا تھا۔ کہ یہ بھی کوئی لذت اٹھانے والی چیز ہے تو بچوں کو اپنے ساتھ

مساجد میں لانا

بہت ضروری بات ہے۔ وہ وہاں آکر بے شک کھیلیں۔ کو دیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ صوفی مزاج اس پر بڑا ہی متاثر گئے۔ لیکن اس کی پردہ نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن بچے سے بھی سیری مراد

پیشاب کرنے والا بچہ

نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہے۔ جس میں تیز کا مادہ پیدا ہو چکا ہو۔ اور وہ یہ سمجھ سکے۔ کہ نماز میں شامل ہونا چاہیے۔ ایسے ہی بچوں کو ساتھ لانا چاہیے۔ اس طرح بھی ان کا بہت سادقت گذر جائے گا۔ یہ چیزیں ہیں۔ جن سے بچوں کی عمدہ تربیت ہو سکتی ہے۔ نمازی ان کے لئے **مساجد میں لانا** ہی ہے۔ کیونکہ اس سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ وہ بے شک اپنے سہمیوں سے باتیں کریں۔ مگر نماز شروع ہو۔ تو اس میں شامل ہو جائیں۔ اسی لئے شریعت کا حکم ہے۔ کہ بچوں کو جیسے بچاؤ وہ بے شک آپس میں باتیں کریں۔ اور کھیلیں۔ لیکن نماز میں ضرور شامل ہوں۔ اس سے لانا ان کے

قلوب پر اثر

پڑے گا۔ جب تک بچوں کی تربیت کے لئے ایسے ذرائع اختیار نہیں کریں گے۔ آئندہ نسلیں خواہ عادات یا ناقص تربیت کے خطرہ سے بچ نہیں سکتیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلانا چاہوں۔ کہ وہ بچوں کے لئے دوستوں کے انتخاب کا خاص خیال رکھیں۔ اور انہیں

نماز کی تباہی

لگائیں۔ کہ یہ بہترین تباہی ہے۔

دوسری بات، جو میرے نزدیک لطیف ہے۔ یہ ہے۔ کہ طالب علم کی حفاظت کے لئے ہم اس کے کھیول کے ادقات میں اس کی حفاظت کریں۔ موجودہ طریق تعلیم میں اس پر خاص زور نہیں دیا جاتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ نگرانی کی ضرورت اسی وقت زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہم بچے کے پاس نہ ہوں یا نہ ہو سکتے ہوں۔ اور یہ امر بھی بہت ضروری ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے بچے کو اپنے سے جدا کیا جائے۔ اگر وقت ہم اسے اپنی نظروں کے سامنے ہی رکھیں۔ تو اس کی صحبت خراب ہو جائے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے اسے علیحدہ کیا جائے۔ تا اس میں

اپنی ذات پر اعتماد

کرنے کی اہلیت پیدا ہو۔ اور اس میں وہ مادہ پیدا ہو جس کے تحت انسان سختی نرمی برداشت کر سکتا ہے۔ یہ مادہ بغیر خدا کرنے کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ بڑی نگرانی کی ضرورت یہ ہے۔ کہ ہم اس کے غائب ہوتے وقت میں اس کی نگرانی کریں۔ درد صاحب نے اس کے لئے ایک طریق بتایا ہے۔ کہ انہیں کوئی ایسا سودا لگا دیا جائے۔ جس میں وہ مشغول رہیں۔ کیونکہ جب کوئی مشغول نہ ہو۔ تو بچے آوارہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اسی وجہ

توے فیصدی لوگ آوارہ

ہوتے ہیں۔ یہ سیرا تجربہ ہے۔ اور آوارگی بھی ہے۔ کہ فضول باتوں میں وقت ضائع کیا جائے۔ ہماری قوم میں یہ ایک رواج ہے۔ کہ بے فائدہ باتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ گویا

وقت کا قتل

کو ناہماری گئی میں ہے۔ گھنٹوں بیٹھے اور دھڑکی فضول باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ بچوں کی تربیت ایسے طریق پر کی جائے۔ کہ وہ

فارغ رہتے ہوئے بھی مشغول

رہیں۔ یورپ میں یہ بات نہیں۔ وہاں بچوں کو ایسی عادات ڈالی جاتی ہیں۔ کہ وہ فارغ رہتے ہوئے بھی مشغول رہتے ہیں۔ انہیں تیروں کے کپڑے کا شوق لگا دیا جاتا ہے۔ جن میں سے اکثر بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔ اور بچے چھینکے لئے انہیں پکڑتے پھرتے ہیں۔ اس طرح وہ دوڑنے کودنے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ عادت نہایت مفید ہے اور اس کا بچوں میں پیدا کرنا اچھا ہے۔ درد صاحب نے نوٹ لیتے کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر میں اس کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں خرچ ہوتا ہے۔ اور ہمارا ملک بہت غریب ہے۔ ہاں ڈرائنگ اور پینٹنگ میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ اس میں چند پیسے ہی خرچ ہوتے ہیں۔ سٹیٹس جج کرنا بھی اچھا ہے۔ غرضیکہ کوئی **مساجد میں لانا** ہونی چاہئے۔ جس میں بچے مشغول رہیں۔ لیکن اس میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ ان باتوں کے لئے بھی ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں یہ مشکل ہے کہ اچھے ساتھیوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں اکثر بچے خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ماں باپ بچوں کے لئے

دوست خود بخود تیار کریں

اور اگر توجہ کی جائے۔ تو یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس طرح دوستوں

خطبہ حضرت غیبی علیہ السلام

از ایم اے شہزاد گلشن نشوئی

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں کس نے پھوٹ ڈالی۔ جماعت احمدیہ کس کے اُفتوں نذر قہ کا شکار ہوئی۔ اس مرکز سے جسے خدا تم کے مسیح نے مسدود نہیں احمدیہ کا دائمی ہیڈ کوارٹر یعنی صدر مقام قرار دیا۔ کس نے علیحدگی اختیار کی۔ اس انجن سے جس کی بنیاد خدا کے مقدس فرستادہ کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ کس نے اعتراض کیا۔ خدا کے ماسور کی اس آخری وصیت کو کہ "جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو۔ سب میرے بعد مل کر کام کرو" اور رسالہ الوصیت صوبہ کس نے پامال کیا؟ اور خدا کے مسیح کی اس تجویز کو کہ "وہ روپیہ اس انجن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہو گا" اور کہ "پہلے پوری ہو گا۔ کہ مقام انجن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے۔ اور وصیت کس نے نفرت سے ٹھکرایا۔ اور جس عمارت کی بنیاد حضرت جری السد فی علی الانبیاء نے اپنے مبارک ہاتھوں قادیان میں رکھی۔ اس کے اندام کی سعی ناکام کس نے کی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو سلسلہ کے لئے ہر سچی تڑپ رکھنے والے احمدی کے دل و دماغ میں ہر وقت مستقر رہنا چاہیے۔ مگر یہ کوئی غفنی مجید نہیں۔ کوئی سرسبز راہ نہیں کوئی لائسنس نہیں۔ بلکہ یہ بینہ و اوقات ہیں جو روشن حروف میں صغیر عالم پر نمایاں ہیں۔ ہر ایک ذی عقل جانتا ہے کہ پانچ سلسلہ و بیاد الصلوٰۃ والسلام اسے وصال کے چھ سال بعد خلافت نور الدین اعظم یعنی اللہ تعالیٰ کے عہد کے اختتام پر چند اشخاص نے دارالامان قادیان کو چھوڑا اور میں ایک علیحدہ مرکز بنایا۔ اور جس عمارت کی بنیاد خدا کے مسیح نے قادیان میں رکھی تھی۔ اپنی طرف سے اسے گرا کر لاہور میں ایک نئی عمارت کا کام شروع کیا۔ وہ کون لوگ تھے؟ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خدا ان کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک خطبہ میں فخر بیا اعلان کیا کہ اس کام میں گو تم سب نے ہاتھ ڈالے۔ لیکن ابتداء میں نے کی۔ اور تم نے میری تقلید کی۔ اور آج پھر وہ اپنے ایک خطبہ میں بڑے تودر سے کہتے ہیں:-

اختلاف ہو جانے پر پھر ایک عمارت تم نے بنانی شروع کی اس وقت تمہارے پاس کوئی آدمی نہ تھے۔ کوئی سامان نہیں تھا۔ چند پرانگندہ لوگ تھے..... لیکن تم لوگوں نے زور لگایا..... اللہ کا فضل بھی کوشش پر نازل ہوتا ہے۔ تم نے کوشش کی۔ اس نے اپنے فضل سے تمہاری مدد کی۔ اور تمہاری کوششوں کو کامیاب کیا۔

یہ کامیابی کیا تھی؟ یہی کہ خدا کی قائم کردہ جماعت کے مرکز قادیان کے مقابلے پر لاہور میں ایک مرکز بنایا گیا۔ اور مسیح موعود علی الصلوٰۃ والسلام کی بنا کردہ جماعت میں خانہ جنگی کی ایسی بنیاد رکھ دی گئی جس کا اختتام تاقیامت شاید ہی ہو۔ لیکن اسی خطبہ میں جو ۱۹۲۵ء کا خطبہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے فرماتے ہیں:-

در اس وقت میں ان آیات میں سے صرف ایک فقرے کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لا تکلونوا کالتی نقصت عنہا من بعد قوتہ انکاٹا۔ اپنے کاتے ہوئے سوت کو جو بڑی محنت سے تم نے کاتا ہے ہلکے ہلکے نہ کرو۔

آج کل تو گاندھی جی کے چرخے نے اس مثال کو بہت ذنی اور قیمتی بنا دیا ہے۔ اور فی الحقیقت اس سے بڑھ کر قیمتی اور ذنی اور کوئی مثال ہو بھی نہیں سکتی۔ کون عورت ہے؟ جو یہ چاہتی ہے کہ جس سوت کو اس نے بڑی محنت اور مشقت سے کاتا ہے۔ وہ ہلکا ہلکے ہو جائے۔ لیکن قوموں کے اندر ایسے وقت آجاتے ہیں۔ کہ ایک جماعت بڑی محنت کے ساتھ ایک کام کرتی ہے۔ پھر اسے اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتی ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ کسی عمارت کا بنانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کا گرانہ بہت آسان۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک قوم بڑی محنت سے ایک عمارت کھڑی کرتی ہے۔ لیکن پھر ایسا وقت اس پر آتا ہے۔ کہ خود اسی قوم کے کسی فرد کے ہاتھوں عمارت گر جاتی ہے۔

اسلام پر ایسے وقت آئے۔ جب چند شریر آدمیوں کے منصوبے سے بڑے بڑے نقصانات مسلمانوں کو اٹھانے پڑے مثلاً حضرت عثمان کا قتل صرف چند شریر آدمیوں کے منصوبوں کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے فقط کا دروازہ کھولا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلام کی وہ سلطنت جو چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ اور ممکن تھا کہ اس کا احاطہ بہت جلد تمام دنیا پر وسیع ہو جاتا۔ وہ بہت حد تک رگ گئی۔ وہ تو بڑا عظیم الشان کام تھا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے دنیا میں کیا۔ تم جو کچھ کر رہے ہو۔ اس کو تو کوئی نسبت ہی اس سے نہیں ہو سکتی۔ بہت چھوٹے پیمانہ پر یہ کام ہے۔ جس کی بنیاد دراصل اس شخص کے ہاتھ پر رکھی گئی۔ جو موعود ہو کر آیا اس کے ہاتھ پر تم نے تمہیں کھائیں۔ وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلًا۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تم نے اقرار کیا۔ کہ دین کو دنیا

پر مقدم کریں گے۔ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے کچھ قصور بہت کام تم نے کیا۔ اس کے بعد اختلاف ہو جانے پر پھر ایک عمارت تم نے بنانی شروع کی۔" (پیغام صلح ۱۶ اکتوبر) ہمارے غیر سیاسی دوست مولوی صاحب کے اس خطبہ کو اگر نظر غور دیکھیں۔ تو یقیناً یہ ان کی رہنمائی کا باعث ہو گا۔ وہ خوب سمجھ سکیں گے۔ کہ فی الحقیقت ایک جماعت کا بنانا بہت دشوار کام ہے۔ لیکن اس کا گرانہ آسان ہے۔ اور کہ اسی آسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے چند لوگوں نے اور بقول مولوی محمد علی صاحب چند شریروں نے خلافت پر جو جماعت کے اتحاد کا واحد ذریعہ تھا۔ ناہائز حاکم کے جماعت کے خیر ازہ کو درہم برہم کر دینا چاہا۔ لیکن جیسا کہ قدیم سے سنت اللہی ہے۔ کہ "ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے..... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی دبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور کرتی ہوئی عبادت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس فوجی آئین تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے وقت میں ہوا۔ اور رسالہ الوصیت ص ۷) اسی نے اپنی سنت کے مطابق اپنے فرستادہ کی جماعت کو اس کھن مرحلہ میں حضرت ابوالعزم بشیر الدین محمود احمد کو کھڑا کر کے سنبھال لیا۔ ابتداء میں اگرچہ چند پرانگندہ لوگ "دشمن کے چنڈہ میں پھنس گئے۔ لیکن جوں جوں ان کو عذر کرنے کا موقع ملا۔ وہ نکل نکل کر لوٹے احمد کے نیچے جمع ہوتے گئے۔ اور ہور ہے ہیں۔ اس مفہم میں بھی پشاور میں مثل سابق متقدّم غیر سیاسی دوستوں نے جن میں سے جناب میاں شہاب الدین صاحب کا کانپل و جناب میاں احزاب گل صاحب کا کانپل۔ ڈکمری جناب میرزا شہرت علی صاحب پشاور قابل ذکر ہیں۔ جناب ایم۔ اے صاحب سے علیحدگی کا اظہار کر کے دامن خلافت حقہ سے پوسٹنگی کا اعلان کیا۔ اللہ زد نذر

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ باقی دوست بھی گذشتہ چودہ سالہ زندگی پر غور فرمائیں گے۔ کہ وہ کین باتوں میں عمر گراں ماہہ ضائع کر چکے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو یقیناً تمام نفسانی قیود کو توڑ پھوڑ کر پھر اسی مقام کی طرقت پروانہ وار دوڑتے آئیں گے جس کو ان کے پیارے امام احمد آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے مرکز مقرر فرمایا تھا۔ وما علینا الا البلاغ خاکسار عبد الجید احمدی شہر پشاور

غیر مسلمین سے علیحدگی

کرمی جناب ایڈیٹر صاحب! الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! گذارش ہے۔ کہ ازراہ نوازش سندھ ذیل سطور اپنے مشورہ دیدہ میں شائع فرمائیں۔ میں صلح کا باشندہ ہوں۔ اور گذشتہ جولائی میں نے مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ہاتھ پر سیت کی تھی۔ لیکن اب مجھے اسی طرح تحقیق کرنے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ ان کے عقائد باطل ہیں۔ لہذا میں فریح بیت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو مولوی صاحب مذکور کی جماعت میں شامل نہیں کرتا۔ خاکسار عبد الملک معرفت راجپوت سیکل ورکن ٹیل گنڈ انارکلی لاہور

زمیندار کے فکارت

منارۃ المسیح پر زمیندار کے اعتراض کا جواب

اگر کتبوں کے زمیندار میں فکارت کی سرخی کے ماتحت زمیندار نے منارۃ المسیح اور بدستی مقبرہ پر اپنی طبیعت اپنے علم اور اپنے رنگ کے مطابق اعتراض شائع کیا ہے۔ حشو و زوائد کو الگ کر کے دیکھا جائے تو وہی اعتراض ہی جو پیش کئے گئے ہیں۔ جو کہ ان دونوں امور کو اسلام کے خلاف قرار دیکر اعتراض کی صورت میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کے پڑھنے سے ممکن ہے کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو اور ایک محقق کے دل کے اندر اس شبہ کے ازالہ کے لئے جواب کی خواہش ہو۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ایسے طالبان حق کی خاطر جواباً کچھ عرض کریں و ما توفیقی الا باللہ المعین۔ وہ مستعین

منارۃ المسیح کے متعلق جو امور بطور اعتراض پیش کئے گئے ہیں۔ وہ زمیندار ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں :-

۱۔ اس مضمون کی ایک حدیث موجود تھی کہ حضرت عیسیٰ بنیاد البیضا پر نزل فرمائیں گے۔ اور قادیان میں منارہ تو ایک طرف کہ میں ٹیلے کا نام بھی نہ تھا۔ در نہ تاویل سے اسی کو منارہ ثابت کر لیا جاتا۔ اس لئے قادیان میں ایک منارہ بنانے کی ٹھہری :-

۲۔ اس کی تعمیر کے مصارف کے لئے اپیل کی گئی۔ اندھے مقلدوں نے مکانات اور زمینیں کوڑیوں کے مول بیکر مطلوب رقم پوری کی :-

۳۔ کسی کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ اگر پیشگوئی کو پورا کرنا ہی مطلوب تھا۔ تو مرزا صاحب کے ادعائے سمجھت و غبوت سے پہلے اس منارہ کی تکمیل ہونی چاہیے تھی۔ نہ کہ ان کی وفات کے بعد۔

زمیندار نے فکارت کے شروع میں لکھا ہے۔ کہ جوں جوں ملک آفتاب علم کی ضیاء پاشیوں سے ستیر ہو رہا ہے۔ اور جہالت کی تاریکی دور ہو رہی ہے۔ ان نقلی اور بناؤٹی صوفیہ و مشائخ کا اقتدار بھی کم ہو رہا ہے۔ جن کا کام و شد و ہدایت کی بجائے جَلْب زرا و جو ہر اس مرید کو حنبت کا پردانہ لکھ کر دینے کے لئے طیار ہیں :-

زمیندار اپنے اہل انفا پر غور کر لیتا۔ اور یہ بتدبر نظر ثانی ہی کر لیتا تو اس کی فطرت اور ذوق سلیم اس کی راہنمائی کے لئے کافی تھا۔ میں زمیندار کو اس کے ان ابتدائی فقرات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بتائے۔ موجودہ زمانہ میں آفتاب علم سے مراد آپ کی کس وجود سے ہے اور ملک کا اس کی ضیاء پاشیوں سے ستیر ہونے کے کیا معنی۔ اور اس آفتاب علم سے جہالت کی تاریکی کا دور ہونا کیا مطلب رکھتا ہے۔ کیا ان الفاظ سے اور ان فقرات سے قدرت کے تصرف عظیم کے تحت حق پر زبان جاری۔ دلی مثال تو زمیندار پر صادق نہیں آگئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر!! خدا تعالیٰ کے کیا ہی عجیب تصرف ہیں۔ کہ زمیندار پر اسی

اس تاریک زمانہ میں خدا کی طرف سے آفتاب عالمیت کی شان منیا پاشی کے ساتھ ظہور فرما اور بصوت ہونے خطوط المومنین و تبتک للمصدقین۔

پھر آپ کے اعتراض کے فقرہ ملا میں جو منارہ کے بنائے جانے سے پہلے ٹیلے کے نہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ کہ منارہ سے پہلے ٹیلے کا نام نہ تھا۔ در نہ تاویل سے اسی کو منارہ ثابت کر لیا جاتا۔ اس کے متعلق واضح ہو۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منارہ بیضا کی پیشگوئی فرمائی۔ تو کیا آپ اپنے فرعونہ اعتقاد کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ دمشق میں اس وقت کوئی منارہ بیضا موجود تھا۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نزل گاہ مقرر کی گئی اگر موجود تھا۔ تو تاریخی طور پر یا کسی معمولی سے معمولی روایت کا ہی حوالہ پیش کیجئے۔ کہ آنحضرت کے وقت اور آپ کے بیان کے وقت واقعی دمشق میں ایک منارہ بیضا موجود تھا۔ اور وہی اس وقت سے اب تک بقید وجود موجود ہے۔ اور اگر حوالہ نہ ہو۔ اور جو منارہ بعد میں بنایا گیا۔ اسی کو علامت قرار دیا گیا۔ تو اس کے متعلق آپ بتائیے کہ بعد کے منارہ کا وجود آنحضرت کی کس ہدایت کے مطابق بنایا گیا۔ اور جب قرآن اور حدیث اور عقل سلیم اور نقل صحیح کی بنا پر آپ جیسے نبی روشنی کے فرزند بھی مسلک وفات المسیح کے قائل ہو چکے۔ اور حق اور سچ بات بھی آج ہی ثابت ہو چکی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در مسرے انبیاء اور خصوصاً حضرت سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح دنیا ناپا پیدا سے بذریعہ طبعی وفات کے فوت ہو چکے۔ اور قرینہ و ہر سال کی عدت انتقال فرما کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ تو اس صورت میں آپ کے نزدیک منارہ بیضا جو حضرت عیسیٰ کے لئے نزل گاہ مقرر کی گئی۔ اس کی مراد اور معنی آپ کے نزدیک کیا ہوتے۔ اگر حکمت کی صورت میں حقیقت ظاہرہ کے طور پر ہم پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ تو پھر آپ کے نزدیک بجز تاویل کے اور کیا چارہ ہے۔ اور اندر میں صورت اگر آپ کے نزدیک یہ پیشگوئی تاویل طلب ٹھہری۔ اور مسیح موعود کا نزل بجائے جسائی نزل کے روحانی قرار پایا۔ تو آپ ہی ہیں بتائیں۔ کہ اس صورت میں آپ کی منارۃ بیضا سے تاویل کیا مراد ہوگی۔ اگر آپ کو منارہ بیضا کی مراد تاویل کی روشنی میں علم تعبیر سے معلوم ہو یا علم استعارہ اور مجاز کے طور پر تو جو بھی آپ کو مسلم ہو۔ ہم تسلیم کر لیں گے۔ اور اگر تصویری و زلفی جس کے ماتحت کعبۃ اللہ کا بیت السدر ہونا۔ اور حجر اسود اور سعی صفاد مردہ اور عمیرۃ الضحیٰ کی قربانیاں وغیرہ وغیرہ احکام عمل میں آرہے ہیں۔ کسی معنی دار و حقیقت پر مال ہیں۔ تو ہجرت قبیل منارۃ البیضا کو بھی سمجھ لیں۔ لیکن تعجب کی بات ہے۔ کہ آپ جیسا نظر باز گو مسجد کے اندر داخل ہونے کا عادی نہ ہو۔ پھر کیا ہر ایک مسجد کے دو منارے جو مسجد کی پیشانی پر نظر آتے ہیں۔ اور شاہی مسجد لاہور کے تو پار منارے اپنے دیکھے ہوں گے۔ اور بار بار اور بتکرار دیکھے ہوں گے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مساجد کے ان مناروں کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس ہدایت اور سنت کے مطابق ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہو۔ کہ ہر مسجد کے لئے اتنے منارے چاہئیں اور اس شان کے چاہئیں۔ امید ہے کہ آپ نے ان مساجد کے مناروں کے متعلق کبھی نوٹس نہ لیا ہوگا۔ بلکہ قریب الامکان ہے کہ آپ نے کسی معترف کے جواب میں ان مناروں کو بدعات حسنہ قرار دیکر زبان معترضین کو بند کرنے کی کوشش کی ہو۔ جب مساجد کے منارے بلا کسی مدد کے

کے قلم کی تحریر سے حجت لازمہ قاہرہ کا سامان پیدا کر دیا :-

اب زمیندار خود اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ جہالت کی تاریکی کا وہی زمانہ ہوتا ہے جس میں نقلی اور بناؤٹی صوفیہ اور مشائخ پائے جاتے ہیں۔ اور جن کا کام واقعی رشد و ہدایت کی بجائے جلب زرتک ہی نمود ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر ان کا کسی مرید کو جنت کا پردانہ لکھ دینا بھی سلسلہ بناؤٹ اور دھوکہ ہے۔ لیکن وہ جہالت کی تاریکی جو ان نقلی اور بناؤٹی صوفیہ اور مشائخ کی وجہ سے زمانہ اور ملک کو تاریک کر رہی تھی۔ واقعی اس کے دور کرنے کے لئے قانون قدرت کے مطابق جو تدارک کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ وہ بقول آپ کے آفتاب علم ہی ہو سکتا ہے۔ اب آفتاب علم جو خدا کی سنت مستمر اور عادت قدیمہ کے ماتحت ہمیشہ سے بروقت ضرورت اور بعد زمانہ ظلمت طلوع کیا کرتا ہے۔ وہ غبوت اور رسالت کے آفتاب کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ پس اس زمانہ مستمر میں اگر آج سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود نبی مہمودہ آفتاب علم اس زمانہ کی ظلمت اور تاریکی کے دفعیہ کاموجب نہیں۔ تو پھر آپ ہی بتائیں کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اور اگر ان کے سوا آپ کے نزدیک علی وجہ تحقیق اور کوئی وجود آفتاب علم ہونے کا مصداق نہ پایا جاتا تو بے ساختہ صداقت تو آپ کے منہ سے ظاہر ہوگی۔ اب آپ کی ظاہر کردہ صداقت کے مطابق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ آفتاب علم کہ جس کی ضیاء پاشیوں سے ملک ستیر ہو رہا ہے۔ اور جہالت کی تاریکی دور ہو رہی ہے۔ یہ وہی صاحب منارۃ البیضا ہے جسے سرور کائنات اور خرموجودات نے اپنی حدیث کا المہدی الا عیسیٰ کے رو سے ہدی اور سچ صاحب یقین قرار دیا اور جس کی نسبت صحیح مسلم کی ایک ہی حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کا خطاب ذکر کیا۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ اذ حی المشرق بلسروم دفع خندہ دجال والفاظ مسنن نسائی فی الہند کے رو سے ممالک مشرقیہ سے ارض ہند کو اس کا ظہور گاہ قرار دیا۔ و غیر ما یضیع کانت لادم ارض المہدی مشہیطا و فیہ نوری رسول اللہ مشہول

من ہننا مستتبین آت مہدی ینا مہدی من سئوت اللہ مشہول

اور میں آپ کو حلفیہ توشیح کے رو سے یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہ صاحب منارۃ البیضا مع القابہ الاخریٰ و اوصافہ الحسنة سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو